رسائل و مسائل

اگر نمازِ فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں؟

جناب مولانا غلام علی صاحب

سوال: ۔ فجر کی نمازِ جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور آنے والا آدمی جماعت میں شامل ہو جائے تو فرض نمازِ فجر کے سلام پھیرنے کے بعد پیچھے آنے والا آدمی فوراً سورج طلوع ہونے سے پہلے سنتیں پڑھ سکتا ہے! یا نہیں؟

اگر طلوعِ سورج سے پہلے سنتیں پڑھ سکتا ہے تو اس مسئلے کی حدیث کا [illegible] پیش فرمائیں۔ حدیث کس کتاب کی ہے اس کتاب کا حوالہ نوٹ فر[illegible] پوری حدیث بھی نقل فرما دیں تو بہتر ہوگا۔

جواب: ۔ نمازِ فجر کی سنتیں اگر جماعت سے پہلے ادا نہ ہو سکیں، تو اُن کی ادائی کے لیے دونوں طرح کی احادیث مروی ہیں۔ صحاح ستہ میں یہ احادیث ترمذی اور سنن ابی داؤد میں موجود ہیں، جنہیں مشکوٰۃ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ احادیث درج ذیل ہیں:۔

عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراهیم عن جده قیس قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فاقیمت الصلوٰة فصلیت معه الصبح، ثم انصرف النبی صلی الله علیه وسلم فوجدنی أصلی۔ فقال مهلاً یا قیس: أصلاتانِ معاً؟ قلت: یارسول الله، انی لم اکن رکعتُ رکعتی الفجر، قال، فلا اذن (سنن ترمذی، کتاب الصلوٰة ما جاء فیمن تفوته الرکعتان قبل الفجر یصلیهما بعد الفجر)۔

" محمد بن ابراہیم سعد کے دادا حضرت قیسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، نماز کی اقامت ہوئی اور میں نے آنحضورؐ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پلٹے تو مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھنے لگا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: قیس ٹھہرو، کیا ایک ساتھ دو نمازیں پڑھنے لگے ہو) ؟ میں نے عرض کیا، اے، اللہ کے رسولؐ، میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: تب کوئی حرج نہیں)۔

امام ترمذی اس کے بعد دوسرے ہی باب میں یہ حدیث لاتے ہیں:

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من لم یُصلّ رکعتی الفجر فلیصلّهما بعد ما تطلع الشمس۔

" حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی دو رکعت (سنت) نہ پڑھی ہو، اُسے چاہیے کہ وہ انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے"۔ (باب ماجاء فی اعادتهما بعد طلوع الشمس)

امام ترمذیؒ اس پر فرماتے ہیں کہ " بعض علمائے سلف کا عمل اسی پر ہے اور سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمهم اللہ اسی کے قائل ہیں "۔

سنت اگر نمازِ فجر سے پہلے نہ پڑھی جاسکیں تو فرض جماعت کے معاً بعد اس کے پڑھنے کا جواز سنن ابی داؤد کی جس حدیث میں ہے، وہ یہ ہے:

عن قیس بن عمرو قال: رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم رجلاً یصلی بعد صلوٰة الصبح رکعتین، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: صلوٰة الصبح رکعتان۔ فقال الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین اللتین قبلهما فصلیتهما الان، فسکت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰة، باب ما فاتته ...... متی یقضیها)

" حضرت قیس بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

شخص کو دیکھا کہ وہ صبح کی نماز فرض کے بعد دو رکعت مزید پڑھ رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز تو دو رکعت ہے۔ ان صحابی نے عرض کیا کہ میں دو رکعت (فرض سے) پہلے نہیں پڑھ سکا تھا، اس لیے اب پڑھی ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا)۔

اِن روایات کے سند و متن پر محدثین اور فقہائے مجتہدین نے اپنے اپنے طور پر کلام فرمایا ہے اور ان کے معنی و محل کی تعیین و تعبیر اور ان کے مابین تطبیق یا ترجیح کی سعی کی ہے۔ لیکن میں جہاں تک سمجھ سکا ہوں، دونوں طریقوں کے حق میں سنت سے دلیل موجود ہے اور کسی مسلک کو بھی مکروہ یا غیر مندوب نہیں کہا جا سکتا۔ اہل علم کی بڑی تعداد کا عمل ایک یا دوسرے مسلک کے مطابق ہے۔

امام ابن عربی مالکی اپنی کتاب "عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی" میں ان فجر کی سنتوں سے متعلق فرماتے ہیں:

من لم یصلهما حتی صلی الصبح فقال مالك یصلیهما اذا طلعت الشمس وقال الشافعی یصلیهما بعد صلوٰۃ الصبح وقد فعل ابن عمر مثل مذهب مالك۔

"جس نے یہ دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور صبح کے فرض پڑھ لیے ہوں تو امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ یہ دو رکعتیں طلوع آفتاب کے بعد پڑھے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صبح کی نماز کے بعد ہی پڑھ لے اور حضرت ابن عمرؓ نے بھی امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق عمل فرمایا ہے"۔

امام خطابیؒ معالم السنن شرح سنن ابی داؤد میں اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اختلف الناس فی وقت قضاء رکعتی الفجر، فروی عن ابن عمر رضی الله عنه انه قال یقضیهما بعد صلوٰۃ الصبح وبه قال عطاء وطاؤس وابن جریج وقال طائفة یقضیها اذا طلعت الشمس وبه قال القاسم بن محمد وهو مذهب الاوزاعی والشافعی واحمد

واسحاق وقال ابوحنيفة واصحابه: ان احب قضاهما اذا ارتفعت الشمس فان لم يفعل فلا شئ عليه لانه تطوع۔

"فجر کی دو سنتوں کے قضا میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہیں صبح کی نماز کے بعد ادا کیا جائے اور حضرت عطاء، طاؤس، ابن جریج اسی کے قائل ہیں۔ اور ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کیا جائے۔ قاسم بن محمد، اوزاعی، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ کا مسلک یہی ہے۔ اور ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کا قول ہے کہ زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ سورج بلندی پر آجائے تو انہیں ادا کیا جائے، اگر قضا نہ ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیونکہ یہ سنتیں ہیں، فرض نہیں ہیں)۔

(بقیہ بحث و نظر)

حضرت یونس والے واقعہ کو سید شیر محمد صاحب نے جس تحقیق سے ثابت کیا ہے وہ ایک (POSSIBILITY) کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے، بلکہ اسی طرح کا ایک واقعہ حوالتاً وہ تحریر بھی کرتے ہیں۔

اگر معجزات ممکن ہیں یعنی اگر ہم معجزات کی سائنٹیفک توجیہہ کر سکتے ہیں تو پھر معجزات کے منکر لوگوں میں اور معجزات کو سائنسی طور پر ثابت کرنے والوں میں کیا فرق ہوا۔ بات تو وہی رہی کہ کوئی امر بھی قانونِ قدرت کے برخلاف ظہور پذیر نہیں ہو سکتی اور معجزہ کو سائنسی طور پر ثابت کر کے ہم اسی بات کا اثبات کریں گے۔

اختر وسیم ڈار۔ کراچی